© rasailojaraid.com

تصریحات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اسلام اور سوشلزم

انسان کی یہ طبعی کمزوری ہے کہ جب وہ کسی چیز سے متاثر ہوتا ہے تو نہ صرف یہ کہ اس کے محاسن میں افراط کا شکار ہو جاتا ہے بلکہ اس کی مخالف رائے اسے آنکھ کا شہتیر نظر آتی ہے۔ اس طرزِ عمل میں انسان اگرچہ من وجہ آزاد ہے لیکن اخلاقیات کا تقاضا یہ ہے کہ انصاف پہ مبنی رائے قائم کی جائے۔ چنانچہ بعض لوگ کسی نظریہ کے ردو قبول میں تو اس کو آزاد تسلیم کرتے ہیں لیکن اس کی افہام وتفہیم پر اخلاقی پابندی کو ضروری خیال کرتے ہوئے جب کسی اپنے پسندیدہ نظریہ کا تعارف کروانا مقصود ہو تو خود کو ان اخلاقی پابندیوں کا مکلف تصور نہیں کرتے، ایسے ہی ہمارے مہربان دوستوں میں جناب پروفیسر محمد عثمان صاحب شامل ہیں۔ جنھوں نے اپنے ایک حالیہ مضمون "کچھ سوشلزم کے بارے میں" (جنگ ۲۷ر مارچ ۸۳ء) کے مندرجات میں اس تاثر کو تقویت بخشی ہے، پروفیسر موصوف نے چونکہ سوشلزم کا تعارف ان عمومی خطوط پر نہیں کروایا جس طرح اکثر سوشلزم کے دلدادہ کرواتے ہیں۔ لہٰذا ہم بھی اس سے صرف نظر کرتے ہیں۔ البتہ موصوف کا جو مقصدِ مضمون ہے اس پر کچھ عرض کرنا ضروری خیال کرتے ہیں۔ چنانچہ پروفیسر صاحب کے مضمون کا ایک مقصد یہ ہے کہ سوشلزم اور کمیونزم میں کوئی قدر مشترک نہیں۔ کمیونزم فی الواقع سیاسی واقتصادی اور مذہبی بداعتدالی اور عدم توازن کا نام ہے جب کہ سوشلزم اس کے برعکس ہے۔

دوسرا مقصد یہ باور کرانا ہے کہ سوشلزم کوئی نظریہ حیات نہیں جسے اسلام سے متصادم سمجھا جائے بلکہ یہ محض سوشل سائنس یا سوشل ڈیموکریسی ہے۔ جس سے مسلمانوں کو استفادہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کرنا چاہیئے — اور ان دونوں مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے انہوں نے حضرت علامہ اقبال کے نام کو استعمال کرنے کی ناکام کوشش بھی کی ہے!

آیئے اب ہم ان تینوں پہلوؤں پر ذرا تفصیلی غور کریں اور دیکھیں کہ موصوف نے اپنے مضمون کی ابتداء میں جس اخلاقی پابندی کا ذکر کیا ہے، اسے کہاں تک عملی جامہ پہنایا ہے؟

چنانچہ موصوف پہلے مقصد کو ان الفاظ میں تعبیر کرتے ہیں کہ:

"جدید سوشلزم روسی کمیونزم کے زیر اثر ملکوں کے معاشرتی مقاصد سے مختلف مقاصد رکھتا ہے۔ ان کے نزدیک کمیونزم کا یہ دعویٰ کہ وہ سوشلسٹ روایت کا حصہ دار ہے، قطعی بے بنیاد ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جہاں سوشلسٹ استحصال کو جو سرمایہ دارانہ نظام میں انسانوں میں تفریق پیدا کرتا ہے، مٹا کر آزادی اور انصاف حاصل کرنے کی جدوجہد کر رہے ہیں وہاں کمیونزم طبقاتی امتیازات کو مزید گہرا اور تیز کر رہا ہے تاکہ ایک پارٹی کی آمریت قائم کر سکے۔" (بحوالہ انسائیکلوپیڈیا امریکانا جلد ۲۵ صفحات ۱۹۲،۱۹۵)"

اب موصوف اس اقتباس سے سوشلزم اور کمیونزم کا جو تضاد پیش کرنا چاہتے ہیں، وہ اس اخلاقی پابندی سے یکسر منافی ہے۔ کیوں کہ ہم علیٰ وجہ البصیرت کہہ سکتے ہیں کہ دونوں نظریات سے متعلق لٹریچر اور پھر عملی ارتقاء اس بات کا واضح ثبوت فراہم کرتے ہیں کہ دونوں میں — من تن شدم تو جان شدی۔ جیسا "اتحاد" ہے، اور دونوں ایک ہی حقیقت کے دو نام ہیں۔ اس سلسلہ میں ہم اختصار سے کام لیتے ہوئے درج ذیل حوالہ جات پر ہی اکتفا کرتے ہیں چنانچہ سویزی کہتا ہے:

"نتیجۃً کمیونسٹ اور سوشلسٹ کے الفاظ کم و بیش ایک دوسرے کے متبادل کی حیثیت سے استعمال ہونے لگے، وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کمیونسٹ کی جگہ سوشلسٹ نے لے لی، کمیونسٹ منشور کو سوشلسٹ تحریک کے مقاصد اور طریق کار کا مستند اور متفق علیہ بیان سمجھا جانے لگا۔"

(سویزی سوشلزم ص۹)

اور ایسا اس لیے ہوا کہ مارکس اینجلز نے اپنے کو اس دور کے سوشلسٹوں سے (جنہیں وہ خیالی کہتے ہیں) ممیز کرنے کے لیے کمیونسٹ کہا اور اسی وقت اینجلز نے سائنسی سوشلزم کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اصطلاح کو رواج دیا جو موصوف کا مطمح نظر ہے! لیکن سوئیزی، کیریوہنٹ، لوکس اور ہیوبے سی وغیرہ سب اس پر متفق ہیں کہ اپنے اصل مقاصد اور منزل و بنیاد کے اعتبار سے دونوں میں کوئی اساسی فرق نہیں، چنانچہ کیریوہنٹ لکھتا ہے:

"جہاں تک ان مقاصد کا تعلق ہے جو ان دونوں کے سامنے ہیں، ان کی رو سے سوشلزم اور کمیونزم تقریباً باہم مترادف اور متبادل اصطلاحات ہیں . . . . . ان کے درمیان جو بھی اختلافات ہوں، اصل مقصد اور منشا کے اعتبار سے ایک ہیں۔ فرق ذرائع کا ہے مقاصد کا نہیں۔"
(دی تھیوری اینڈ پریکٹس آف کمیونزم ص۵)

اسی طرح پال ہیوبے سی رقمطراز ہے:

"سوشلزم اور کمیونزم کی اصطلاحات اپنے معاشی معنی میں تقریباً ہم معنی ہیں۔ اس لیے کہ دونوں نظاموں کا، جن کا فرق کیفیت کا نہیں کمیت کا ہے یہ آخری مقصد انفرادی ملکیت کی جگہ قومی ملکیت اور آزاد کاروبار کی جگہ مرکزی منصوبہ بندی ہیں۔" (دی یونیفیکیشن آف دی ورلڈ ص۹۸)

اس حقیقی یکجہتی اور بنیادی مقاصد میں یگانگت کی وجہ سے آکسفورڈ ڈکشنری میں دونوں کی تعریف ان الفاظ میں درج ہے:

کمیونزم:

"A theory of society according to which all property should be vested in the community and labour organised for the common benefit."

"سماج کا ایک ایسا نظریہ جس کی رو سے تمام ملکیت معاشرہ میں تفویض ہونی چاہیئے اور محنت کی تنظیم مفادِ عامہ کی خاطر انجام پانی چاہیئے۔"

سوشلزم:

'which advocates the ownership and control of the means of production, capital land, property etc. of the comm . .

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

as a whole, and their administration for distribution in the interests of all."

"سماج تنظیم کا ایک ایسا نظریہ یا مسلک، جو تمام وسائل پیداوار، سرمایہ، زمین، ملک وغیرہ پورے معاشرے کی ملکیت اور اجتماعی تصرف کا مدعی ہو اور جس کا مقصد سب کے مفاد میں ان وسائل کی تنظیم اور تقسیم ہو۔"

(ماخوذ چراغ راہ صفحہ ۳۰)

ان اقتباسات سے واضح ہو جاتا ہے کہ موصوف پروفیسر سوشلزم اور کمیونزم میں جو تصادم و اختلاف دکھانا چاہتے ہیں، وہ خود ان نظاموں کے بانیوں کو قبول نہیں۔ بلکہ انہوں نے اپنے کردار و گفتار سے ان کے بنیادی اتحاد کا مظاہرہ کیا ہے۔ اور اگر زیادہ سے زیادہ ان میں فرق باور کیا جائے تو وہ محض اتنا ہے کہ ایک ابتداء ہے اور دوسرا انتہاء ——— یعنی دونوں اصطلاحیں ایک ہی نظام و نظریہ کے تدریجی مدارج کے مختلف نام ہیں ——— اور خود لوکس کا خیال بھی یہی ہے کہ "ان میں فرق صرف زمانی میزان کا ہے۔ سوشلسٹ بھی اپنا طویل المدت مقصود کمیونزم ہی کو کہیں گے جب کہ کمیونسٹ اپنے قلیل المدت یا فوری ہدف کی حیثیت سے سوشلزم کو پیش کرتے ہیں" سوشلزم کمیونزم کے عملی ارتقاء کے لیے عبوری دور کی حیثیت رکھتا ہے! غرض کہ سوشلزم اور کمیونزم ایک ہی الحادی سلسلہ کی دو کڑیاں ہیں۔ جو آپس میں ملتی ہیں اور مذکورہ حوالہ جات کی موجودگی میں ان کو جداگانہ حیثیت دینا سراسر تجاہل عارفانہ ہے!

جہاں تک دوسرے مقصد کا تعلق ہے، پروفیسر موصوف فرماتے ہیں:

"آپ مارکس ازم کو ایک مکمل نظریہ حیات کہہ سکتے ہیں جس کا اسلام کے نظریۂ حیات سے تصادم ممکن بھی ہے اور مسلّم بھی، سوشلزم کوئی نظریہ حیات نہیں جو اسلام، عیسائیت، یہودیت یا کسی اور مذہب سے ٹکراتا ہو ...."!

ان الفاظ میں موصوف نے پہلے تو غیر شعوری طور پر یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ مارکس ازم مکمل نظریۂ حیات ہے جبکہ کوئی مسلمان نہ صرف یہ کہ اپنے اعتقادی جذبات کی بنا پر، بلکہ تاریخی و واقعاتی سطح پر بھی مارکس ازم کو مکمل نظریہ حیات کہنے کے لیے تیار نہیں۔ یہ اعزاز صرف اور صرف اسلام کو حاصل ہے۔ اور جب ہم سابقہ سطروں میں واضح کر چکے ہیں کہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مارکس ازم اور سوشلزم دونوں فی الواقع ایک ہی نظریہ کے دو نام ہیں تو پھر ایک کو اسلام سے متصادم اور دوسرے کو اس سے متفق قرار دینا قطعاً انصاف کا تقاضا نہیں۔ پروفیسر صاحب کی غلط فہمی یا مغالطہ دہی کا اصل سبب بھی یہی محسوس ہوتا ہے کہ انہوں نے اسلام کو عیسائیت کی طرح ایک مذہب محض سمجھا ہے۔ حالانکہ اسلام مکمل ضابطہ حیات اور دین ہے، جس میں مذہب کی طرح محض عبادت و ریاضت کے اسلوب ہی نہیں بتائے گئے بلکہ سیاست کے طور اطوار، قیادت و سیادت کے گر، اقتصاد و معاش کے قوانین و اصول، اور اخلاقیات و عمرانیات کے قواعد و ضوابط سبھی کچھ کو واضح کیا گیا ہے۔ اب اسلام کو صرف مذہب کہہ کر سوشل سائنس، یا سوشلزم کی اقتصادی پیوند کاری کرنا اسلام کی حقیقت سے عدم واقفیت کا مظہر ہے بلکہ خود موصوف کے الفاظ میں:

"ہمارے ہاں بہت سے لوگ اسلام کے بارے میں ناکافی اور فرسودہ معلومات کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں اور اس کے کچھ فائدے بھی ہیں، ذہنی فائدے جو ناکامی علم اور فرسودہ معلومات سے ہر کسی کو حاصل ہوتے ہیں۔"

اور پھر اس ضمن میں موصوف کا یہ کہنا بھی حقائق و واقعات کو مسخ کرنے کے مترادف ہے کہ:

"مسلمان جمہوریت سے استفادہ کرتے ہیں تو سوشلزم سے بھی استفادہ کریں، کیوں کہ جمہوریت اسلام کی سیاسی روح ہے جبکہ سوشلزم اسلام کی معاشی روح۔"

موصوف کا یہ انداز فکر بھی کم علمی اور مغالطہ دہی کا مظہر ہے۔ کیوں کہ ہمارے ہاں جمہوریت دو طرح استعمال ہوتی ہے ایک مغربی جمہوریت اور ایک محض جمہوریت۔ جب مغربی جمہوریت کہا جاتا ہے یا اس کے تصور کو پیش کیا جاتا ہے تو اسلام کے ساتھ اس کی پیوند کاری قطعاً ناقابل عمل ہوتی ہے البتہ اگر محض مفہوم جمہوریت ہو یعنی لفظ و اصطلاح کو اس کے حقیقی معانی میں استعمال نہ کیا جائے تو اسلام پہلے ہی خود اس کا سب سے بڑا داعی اور علمبردار ہے۔ تو یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ مسلمان سیاسیات میں اس سیاسی نظریہ جمہوریت سے استفادہ کرتے ہیں؟ کیوں کہ ایسا تسلیم کر لینے سے منطقی طور پر یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ اسلام میں بنیادی طور پر تصور جمہوریت کا وجود ہی نہیں یا اس کی بغیر ناممکن ہے۔ حالانکہ یہ بات

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حقائق و واقعات کے یکسر منافی ہے۔ بعینہٖ یہ مسئلہ اسلام اور سوشلزم کا ہے۔ یعنی اگرچہ کہا جائے کہ سوشلزم کوئی نظریہ نہیں بلکہ ایک سائنس ہے، جس سے مسلمانوں کو اقتصادیات میں استفادہ کرنا چاہیئے۔ تو تسلیم کرنا ہوگا کہ اسلام میں اس سائنس، علم اور بصیرت کا کوئی وجود نہیں۔ حالانکہ اقتصادی انصاف اور سائنس کے جو سنہری اصول اسلام نے پیش ہی نہیں کیے بلکہ خیر القرون میں ان کا عملی مظاہرہ و مشاہدہ بھی ہوا، پوری انسانی تاریخ اس کا ادنیٰ نمونہ پیش کرنے سے قاصر ہے۔ لہٰذا اس نقطہ نظر سے سوشلزم کی اسلام سے پیوندکاری غیر شعوری طور پر اسلام کی تنقیص و تخفیف اور تحقیر کے مترادف ہے۔ کیونکہ استفادہ کا اطلاق جبران نقص کے لیے ہوتا ہے اور اسلام میں جملہ شعبہ ہائے حیات کے اعتبار سے کوئی نقص نہیں۔ ورنہ یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ ایجادِ جمہوریت و سوشلزم سے قبل اسلام سیاسی و اقتصادی روح کے بغیر مردہ جسم تھا۔ جو خلافِ واقع ہے!

پروفیسر موصوف نے مزید فرمایا ہے کہ:

"جو توانا بیج آج سے چودہ سو سال پہلے قرآنِ حکیم نے بوئے تھے، سوشلزم کی سائنس دراصل اس توانا بیج کا ایک تناور درخت ہے جس کا پھل کھائے بغیر آج کوئی بیمار معاشرہ صحت مند اور تندرست نہیں ہو سکتا۔"

ہمیں افسوس ہے کہ پروفیسر صاحب نے ابتدائے مضمون میں جس اخلاقی انصاف کی پابندی کا ذکر فرمایا تھا۔ اس کی حدود کو بُری طرح پامال کرتے ہوئے سوشلزم کی مدح سرائی میں اس قدر آگے بڑھ گئے کہ عقل و نقل ماتم کناں ہیں۔ یعنی خلافت راشدہ کے مشہود بالخیر دورِ مقدس میں قرآنی تعلیم کا جو مظاہرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا پاکباز گروہ نہ کر سکا وہ سوشلزم کی صورت میں آج کارل مارکس وغیرہ کر رہے ہیں (نعوذ باللہ من ھذہ الخرافات) حالانکہ تاریخی شواہد کی روشنی میں اس دور اور سوشلزم کی کرمفرمائیوں کا تقابل کیا جائے تو واضح ہوگا کہ اس وقت اقتصادی امن و امان اور سکون و اطمینان کا ایک خوشگوار ماحول تھا، جن میں انسانیت نے مدارج ترقی کو طے کیا۔ لیکن اس کے برعکس جہاں جہاں سوشلزم پہنچا، اقتصادی انصاف کے نام پر معاشی استحصال کو روا رکھا گیا اور پوری دولت کو مخصوص گروہ کے کنٹرول میں دے کر انسانیت کو ذلت کی علامت بنا دیا گیا، جبکہ خلافتِ راشدہ کے دور میں اسلام کے اقتصادی نظام کو یوں بروئے کار لایا گیا کہ جہاں سلطنت کے تمام معاشرہ سے معاشی ظلم و ستم ختم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہوا اور پوری مملکت میں کوئی شخص زکوٰۃ کا مستحق باقی نہ رہا۔ معاشرے کا ہر فرد مال وزر سے کچھ اس طرح بے نیاز ہوا کہ اکیلی عورت زیورات وجواہرات زیب تن کر کے صنعاء سے جاتی ہے لیکن کسی کو اس کی طرف دیکھنے کی ضرورت ہے نہ جرأت! —— لیکن دوسری طرف اس معاشرہ کی طرف دیکھئے، جہاں سوشلزم کے نام پر اقتصادی ناہمواری اور عدم مساوات کا دَور ہے کہ ہر شخص مال وزر کے لیے ہلکان وترساں ہے اور صحت مند معاشرہ دیکھتے ہی دیکھتے مرض الموت میں مبتلا ہو جاتا ہے —— اس کے باوجود نہ معلوم پروفیسر موصوف امتِ مسلمہ کو سوشلزم کی دعوت دے کر کونسا احسانِ عظیم فرمانا چاہتے ہیں!

آخر میں دیکھئے موصوف نے سوشلزم کی تعریف میں حضرت علامہ اقبال کو پیش کیا ہے اور ان کے ایک خط بنام قائداعظم محمد علی جناح کا حوالہ دیا ہے۔ اور موصوف کا یہ طریقِ واردات کوئی نیا نہیں، آپ اس مکتبِ فکر کی تحریروں کا مطالعہ کریں تو معلوم ہو گا کہ موصوف کے اسلاف نے بھی حضرت علامہ کے اس خط کو اور چند دیگر اقوال کو بڑی شد و مد سے پیش کیا ہے —— لیکن ہمیں افسوس ہے کہ موصوف نے یہاں بھی علامہ مرحوم کے نام کو استعمال کرتے وقت اس اخلاقی پابندی کو ملحوظ نہیں رکھا جس کے عدمِ اختیار کا انہیں دوسروں سے شکوہ ہے —— بہرحال علامہ مرحوم کا حوالہ دیتے وقت یہ بات بالخصوص پیش نظر رہنی چاہیئے کہ دانشور، صاحبِ بصیرت اور زیرک شخص کی طرح علامہ مرحوم کے افکار ونظریات نے بھی تدریجی اور ارتقائی منازل کو طے کیا ہے اور پھر ایک مثبت اور ٹھوس فکر کو اختیار کیا ہے۔ مثلاً علامہ مرحوم کی تحریروں میں کئی ایک مقام پر جمہوریت کی تائید میں اشارات پائے جاتے ہیں لیکن بعد میں یہی علامہ موصوف ہیں، جو مغربی جمہوریت کا نام لے لے کر اس کی مذمت ہی نہیں کرتے اسلامی نظامِ حیات کو بہتر اصل کے طور پر پیش فرماتے ہیں۔ اسی طرح انہوں نے اگر ابتدائے ارتقاء میں کوئی ایسا اشارہ دیا ہے جس سے سوشلزم کی تحسین ہوتی ہو تو یہ کوئی انصاف نہیں کہ اسی ایک جملہ کو لے کر ان کے تمام مکتوبات و فرمودات سے صرفِ نظر کر لیا جائے —— چنانچہ ملاحظہ فرمایئے کہ علامہ اقبال مرحوم نے جہاں رُوس کے انقلاب کا ذکر کیا وہاں کس انداز پہ تنقید فرمائی کہ اسے محض یہودیانہ شرارت قرار دیتے ہوئے طبیعت کا فساد قرار دیا ہے

روحِ سلطانی رہے باقی تو پھر کیا جواب ہے مگر کیا اس یہودی کی شرارت کا جواب
آں کلیمِ بے تجلی آں مسیحِ بے صلیب نیست پیغمبر ولیکن در بغل دارد کتاب

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کیا بتاؤں کیا ہے کافر کی نگاہ پردہ سوز　　مشرق و مغرب کی قوموں کے لیے روزِ حساب
اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا طبیعت کا فساد　　توڑ دی بندوں نے آقاؤں کے خیموں کی طناب

دیکھئے یہاں کس انداز میں معاشی انقلاب اور آجر و اجیر کی چپقلش کا نقشہ پیش کیا گیا ہے۔ علامہ مرحوم مزید فرماتے ہیں ؎

توڑ اس کا رومتہ الکبریٰ کے ایوانوں میں دیکھ
آل سیزر کو دکھایا ہم نے پھر سیزر کا خواب

پھر اس اقتصادی انقلاب میں جو آمرانہ فکر مضمر ہے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

زمام کار اگر مزدور کے ہاتھ میں ہے پھر کیا
طریق کوہکن میں بھی، وہی حیلے ہیں پرویزی

مزید دیکھیے پیام مشرق میں قیصر ولیم لینن کے جواب میں کس حقیقت کا اعلان کر رہا ہے

؎ اگر تاج کئی جمہور پوشد　　ہماں ہنگامہ ہا در انجمن ہست
ہوس اندر دل آدم نہ میرد　　ہماں آتش میاں مرزغن ہست

اور اسی طرح ابلیس کی مجلس شوریٰ میں اس نظام کا انجام ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں ؎

وہ یہودی فتنہ گر وہ روح مزدک کا بروز
ہر قبا ہونے کو ہے اس کے جنوں سے تار تار
زاغ دشتی ہو رہا ہے ہمسر شاہین و چرخ
کتنی سرعت سے بدلتا ہے مزاج روزگار
میرے آقا وہ جہاں زیر و زبر ہونے کو ہے
جس جہاں کا ہے فقط تیری سیاست پر مدار

یعنی یہ اقتصادی مساوات کا پرفریب نعرہ محض سیاسی منطق ہے، جس میں کوّے کو، شاہین بنا کر پیش کرنے کی مذموم کوشش کی جاتی ہے۔ بلکہ فرماتے ہیں کہ تقسیم فطرت کو انسانی نظریات سے تبدیل نہیں کیا جا سکتا کیونکہ تقسیم فطرت بتقاضائے حکمت ہے اور انسانی علاج بتقاضائے ضرورت ہے اور اس ضرورت سے حکمت کو تبدیل کرنا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فلاحِ انسانیت کے خلاف مذموم تحریک ہے ۔

دستِ فطرت نے کیا ہے جن گریبانوں کو چاک
مزدکی منطق کی سوزن سے نہیں ہوتے رفو

ان فرمودات اقبال سے واضح ہوتا ہے کہ آپ نے ہرگز سوشلزم کے نظریہ حیات کو قبول نہیں کیا ، بلکہ اسے ایک یہودیانہ اور الحادی نظریہ قرار دیتے ہوئے اس کی پرزور مذمت فرمائی ہے ۔ اور اسی بصیرتِ اقبال کا تقاضا ہے کہ مسلمان اپنے مستقبل کو سنوارنے اور اس بیمار معاشرہ کی اصلاح کے لیے اسلام کے نظامِ اقتصادی و معاشی کو بروئے کار لاکر پوری دنیا سے اقتصادی استحصال کے خاتمہ کی پوری کوشش کریں ــــ وما علینا الا البلاغ ۔

(صاحبزادہ برق التوحیدی)

مولانا محمد ابراہیم خادم تاندلوی

کا

منظوم ــ پنجابی ــ توحیدی کلام

اِک دن مرجائیں گی اِک دن مرجائیں گا

عمدہ کتابت ــ رنگین طباعت ہیں بیس روپے ہیں ایک تیلنگڑہ منگوایا جا سکتا ہے ۔ خرچہ ڈاک مزید وصول نہیں ہوگا ۔ قارئین ایک روپیہ کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر چار عدد منگوا سکتے ہیں ۔

کتب خانہ وھابیہ

۴۲۴ ۔ بی ۔ سیٹلائیٹ ٹاؤن ۔ گوجرانوالہ ۔

© rasailojaraid.com